

غزوہ خندق

شوال۔ ذی القعدہ 5ھ (مارچ 627ء) میں مشرکین مکہ نے مسلمانوں سے جنگ کی ٹھانی۔ ابوسفیان نے قریش اور دیگر قبائل حتیٰ کہ یہودیوں سے بھی لوگوں کو جنگ پر راضی کیا اور اس سلسلے میں کئی معاہدے کیے اور ایک بہت بڑی فوج اکٹھی کر لی مگر مسلمانوں نے سلمان فارسی کے مشورے سے مدینہ کے ارد گرد ایک خندق کھود لی۔ مشرکین مکہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ خندق کھودنے کی عرب میں یہ پہلی مثال تھی کیونکہ اصل میں یہ ایرانیوں کا طریقہ تھا۔ ایک ماہ کے محاصرے اور اپنے بے شمار افراد کے قتل کے بعد مشرکین مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ اسے غزوہ خندق یا جنگ احزاب کہا جاتا ہے۔ احزاب کا نام اس لیے دیا جاتا ہے کہ احزاب حزب (جماعت، گروہ) کی جمع ہے، اور اصل میں یہ فوج کئی قبائل کا مجموعہ تھی۔ جیسے آج کل امریکا، برطانیہ وغیرہ کی اتحادی افواج کہلاتی ہیں۔ اس جنگ کا ذکر قرآن میں سورۃ الاحزاب میں ہے۔

جنگ احد کے بعد قریش، یہودی اور عرب کے دیگر بت پرست قبائل کے درمیان میں طے پایا کہ مل جل کر اسلام کو ختم کیا جائے۔ اس سلسلے میں پہلا معاہدہ قریش کے سردار ابوسفیان اور مدینہ سے نکالے جانے والے یہودی قبیلہ بنی نضیر کے درمیان میں ہوا۔ اس کے بعد بنی نضیر کے نمائندے نجد روانہ ہوئے اور وہاں کے مشرک قبائل 'غطفان' اور 'بنی سلیم' کو ایک سال تک خیبر کا محصول دے کر مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا۔ اسلام کے خلاف اس اتحاد کو قرآن نے احزاب کا نام دیا ہے۔ ان میں ابوسفیان کی قیادت میں 4000 پیدل فوجی، 300 گھڑ سوار اور 1500 کے قریب شتر سوار (اونٹوں پر سوار) شامل تھے۔ دوسری بڑی طاقت قبیلہ غطفان کی تھی جس کے 1000 سوار انینہ کی قیادت میں تھے۔ اس کے علاوہ بنی مرہ کے 400، بنی شجاع کے 700 اور کچھ دیگر قبائل کے افراد شامل تھے۔ مجموعی طور پر تعداد دس ہزار سے تجاوز کر گئی جو اس زمانے میں اس علاقے کے لحاظ سے ایک انتہائی بڑی فوجی طاقت تھی۔ یہ فوج تیار ہو کر ابوسفیان کی قیادت میں فروری یا مارچ 627ء میں مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے مدینہ روانہ ہو گئی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سازش کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے مشورہ کیا۔ سلمان فارسی نے ایک دفاعی خندق کھودنے کا مشورہ دیا جو عربوں کے لیے ایک نئی بات تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ مشورہ پسند آیا چنانچہ خندق کی تعمیر شروع ہو گئی۔ مدینہ کے ارد گرد پہاڑ تھے اور گھر ایک دوسرے سے متصل تھے جو ایک قدرتی دفاعی فاصلہ کا کام کرتے تھے۔ ایک جگہ کوہ عبیدہ اور کوہ راتج کے درمیان میں سے حملہ ہو سکتا تھا اس لیے وہاں خندق کھودنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کی کھدائی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت سب لوگ شریک ہوئے۔ اس دوران میں سلمان فارسی نہایت جوش و خروش سے کام کرتے رہے اور اس وجہ سے انصار کہنے لگے کہ سلمان ہم میں سے ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ 'سلمان میرے اہل بیت سے ہیں'۔ کھدائی کے دوران میں سلمان فارسی کے سامنے ایک بڑا سفید پتھر آگیا جو ان سے اور دوسرے ساتھیوں سے نہ ٹوٹا۔ آخر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے اور کلبھاڑی کی ضرب لگائی۔ ایک بجلی سی چمکی اور پتھر کا ایک ٹکڑا ٹوٹ کر الگ ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر بلند کی۔ دوسری اور تیسری ضرب پر بھی ایسا ہی ہوا۔ سلمان فارسی نے سوال کیا کہ ہر دفعہ بجلی سی چمکنے کے بعد آپ تکبیر کیوں بلند کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ جب پہلی دفعہ بجلی چمکی تو میں نے یمن اور صنعاء کے محلوں کو کھلتے دیکھا۔ دوسری مرتبہ بجلی چمکنے پر میں نے شام و مغرب کے سرخ محلوں کو فتح ہوتے دیکھا اور جب تیسری بار بجلی چمکی تو میں نے دیکھا کہ ایران کے محل میری امت کے ہاتھوں مسخر ہو جائیں گے۔' بیس دن میں خندق مکمل ہو گئی۔ جو تقریباً پانچ کلومیٹر لمبی تھی، پانچ ہاتھ (تقریباً

سوا دو سے ڈھائی میٹر) گہری تھی اور اتنی چوڑی تھی کہ ایک گھڑ سوار جست لگا کر بھی پار نہ کر سکتا تھا۔ مسلمانوں کی تعداد 3000 کے قریب تھی جو پندرہ سال سے بڑے تھے اور جنگ میں حصہ لے سکتے تھے۔

خندق کھدنے کے تین روز بعد دشمن کی فوج مدینہ پہنچ گئی اور خندق دیکھ کر مجبوراً رک گئی۔ ان کی عظیم فوج اس خندق کی وجہ سے ناکارہ ہو کر رہ گئی۔ کئی دن تک ان کے سپاہی خندق کو پار کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

کچھ دن کے بعد عمرو بن عبدود کی قیادت میں پانچ سواروں (عمرو بن عبدود، عکرمہ بن ابو جہل، ضرار بن الخطاب، نوفل بن عبد اللہ اور ابن ابی وہب) نے خندق کو ایک کم چوڑی جگہ سے پار کر لیا۔ عمرو بن عبدود عرب کا مشہور سورما تھا اور اس کی دہشت سے لوگ کانپتے تھے۔ اس نے سپاہ اسلام کو لکار کر جنت کا مذاق بناتے ہوئے کہا کہ 'اے جنت کے دعویٰ دارو کہاں ہو؟ کیا کوئی ہے جسے میں جنت کو روانہ کر دوں یا وہ مجھے دوزخ میں بھیج دے' اور اپنی بات کی تکرار کرتا رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ 'کوئی ہے جو اس کے شر کو ہمارے سروں سے دور کرے؟'۔ حضرت علی نے آمادگی ظاہر کی۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اجازت نہ دی اور دوسری اور پھر تیسری دفعہ پوچھا۔ تینوں دفعہ حضرت علی ہی تیار ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنا امامہ اور تلوار عطا کی اور فرمایا کہ 'کل ایمان کل کفر کے مقابلے پر جا رہا ہے'۔ ایک سخت جنگ جس کے دوران میں گرد و غبار چھا گیا تھا نعرہ تکبیر کی آواز آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ 'خدا کی قسم علی نے اسے قتل کر دیا ہے'۔ عمرو بن عبدود کے قتل کی دہشت اتنی تھی کہ اس کے باقی ساتھی فوراً فرار ہونے لگے۔ نوفل بن عبد اللہ فرار ہوتے وقت خندق میں گر گیا جسے نیچے اتر کر حضرت علی نے قتل کر دیا۔ باقی فرار ہو گئے۔

جب محاصرہ طول پکڑ گیا تو بنی قریظہ، قریش، غطفان اور دوسرے قبائل میں اختلافات نمودار ہونا شروع ہو گئے اور بددلی پھیل گئی۔ ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو گئی اور ایسے لوگ سامنے آنے لگے جو جنگ جاری رکھنے کے حامی نہیں تھے۔ ان اختلافات نے انہیں آپس ہی میں مصروف رکھا یہاں تک کہ خدائی مدد آ گئی۔

ایک رات شدید اور سرد آندھی چلی جس نے مشرکین کے خیموں کو اکھاڑ پھینکا اور ان کی روشنیاں بجھا دیں۔ شدید گرد و غبار سے فضا تاریک ہو گئی۔ مشرکین نے فرار ہونے کو ترجیح دی اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ 22 ذی القعدہ بدھ کے دن تک لشکر کفار میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا اور شدید مالی و جانی نقصان کے بعد ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی کہ مسلمان محاذ کو چھوڑ کر اپنے گھروں کو چل دیں۔

اس جنگ میں مسلمانوں کے چھ افراد شہید ہوئے۔ مشرکین کے آٹھ سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے۔ مالی نقصان بہت شدید تھا۔ یہ مسلمانوں کی شاندار فتح تھی جس میں خندق کھودنے کی تدبیر بڑی کام آئی۔ مشرکین بہت دیر تک اس جنگ کے اثرات سے سنبھل نہ سکے۔ اس جنگ کے بارے میں سورۃ احزاب میں آیات 9 سے 25 نازل ہوئیں۔

اس جنگ سے ایک بات واضح ہو گئی کہ یہودیوں پر اعتماد ٹھیک نہیں۔ یہودی قبیلہ بنی قریظہ کی عہد شکنی نے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دیں۔ چنانچہ اس کے بعد مسلمانوں نے بنی قریظہ کو سبق سکھانے کی ٹھانی اور غزوہ خندق کے فوراً بعد خدائی احکام کے تحت ان کے ساتھ جنگ کی جسے غزوہ بنی قریظہ کہتے ہیں۔